Al-Raqim (Research Journal of Islamic Studies)
Volume 02, Issue 02, October-December 2024.
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/alraqim/index
Publisher: Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Rahim Yar Khan Campus, Pakistan
Email: editor.alraqim@iub.edu.pk

سیرتِ مصطفیٰ (ﷺ) جانِ رحمت (جلد اول) کے مشمولات کا تعارفی جائزہ

Introductory Review of The ontents of Sīrat--Mustafā Jān-ē-Rahmat (Volume I)

Dr. Hafiz Muhammad Hassan Mahmood

Lecturer, University of Education Lahore, Vehari Campus
hassan.mahmood@ue.edu.pk, +923017419926

***Abstract**:*

The contents of Sīrat Muṣṭafā Jān-e-Raḥmat ﷺ volume one are twenty thematically. In them, the praise and virtues of Muṣṭafā ﷺ have been spoken in detail. This book is derived from the writings of Maulānā Aḥmad Razā Khān. Its arrangement and editing are the efforts of Muftī ʿĪsā Khān Riḍawī. This book has been written to remove the objection that Maulānā Aḥmad Razā Khān is not the author of a Sīrah book. Most of the contents of the book Sīrat Muṣṭafā ﷺ Jān-e-Raḥmat have been taken from primary sources. In this book, the life of the Holy Prophet ﷺ was written in a continuous manner.

Every speech of the Last Prophet (Ṣallallāhu ʿalayhi wa Ālihi wa Sallam) has been preserved by the lovers of the Last Prophet ﷺ, and has been transmitted to us through research with evidence. That is why the completeness of the Sīrah of the Prophet ʿalayhi al-Ṣalātu wa al-Salām is free from all kinds of doubts. The aḥwāl-e-zindagī, routines, manners, moods, tendencies, movements, sittings and departures, and habits and thoughts of any great human being have not been described in such a perfect and detailed way as each part of the Prophet's ﷺ biography has been recorded in written form. Just as every aspect of the Sīrah of the Prophet ʿalayhi al-Salām is evident to us in written form.

The name of Muftī ʿĪsā Khān Riḍawī is prominent in adapting the thought and services of Maulānā Aḥmad Razā Khān with modern writing styles. Maulānā Muftī ʿĪsā Khān received his education from Dār al-ʿUlūm Manẓar-e-Islām Bareilī, where he became a specialist.

Keywords: *Authenticity of Sīrah, Sīrah Literature, Sīrat Muṣṭafā Jān-e-Raḥmat ﷺ, Muftī ʿĪsā Khān Riḍawī, Islamic History.*

Al-Raqim Research Journal, Department of Islamic Studies, IUB, RYK Campus is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

تعارف:

محسن انس و جن ﷺ کے معمولات زندگی ہی قیامت تک کیلئے شعار و معیار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیرۃ النبی ﷺ کا ہر گوشہ تابناک اور ہر پہلو روشن ہے۔ یوم ولادت سے لے کر وصال ظاہری تک کے ہر عمل کو قدرت نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ذریعے محفوظ کروادیا ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور آپ ﷺ سے تعلق رکھنے والی اشیاء کی تفصیل بھی سند کے ساتھ سیرت و تاریخ کی کتب میں ہر خاص و عام کیلئے مشعل راہ ہے۔ سیرۃ النبی ﷺ کے موضوع پر آج تک صدہا کتب لکھی گئیں ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی کتاب سیرت مصطفیٰ ﷺ جان رحمت بھی ہے جو کہ سیرۃ النبی ﷺ کے موضوع پر ایک بہترین کتاب ہے۔ جو مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف و تحاریر، فتاویٰ جات سے استفادہ کیا گیا ہے اور مفتی عیسیٰ رضوی نے اس کو تالیف کیا ہے لہذا کتاب سیرت مصطفیٰ ﷺ جان رحمت کے صاحب افادات مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور مؤلف مفتی عیسیٰ رضوی ہیں۔

صاحبِ افادات مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

مفتی احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ دس شوال 1272ھ / 1856-06-14 کو ہند کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے، آپ کی ولادت ایک ایسے خاندان میں ہوئی جو علم و معرفت میں اپنی خاص پہچان رکھتا تھا۔ دادا نے احمد رضا کہہ کر پکارا اور اسی نام سے مشہور ہوئے جبکہ اصل نام محمد ہے، آپکے اجداد افغانستان کے صوبہ قندھار کے قبیلہ بڑیچ کے پٹھان تھے، ہجرت کر کے مرکز الاولیاء لاہور آئے اور پھر دہلی چلے گئے۔[1]

علمی لیاقت

مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ابتدائی دینی تعلیم بیگ صاحب مرزا غلام قادر رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حاصل کی، بعد ازاں انہی مرزا صاحب نے احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ہدایہ کے اسباق پڑھے۔ یوں مولانا احمد رضا خان ان کے شاگرد بھی تھے اور استاد بھی قرار پائے۔ کم سنی میں جب کہ عمر 13 سال 10 ماہ کی تھی، اپنے والد سے مروجہ علوم کی تحصیل مکمل کر کے، سند فراغت حاصل کی اور پہلا تحریری فتویٰ رقم کیا، پھر تادم زیست فتویٰ نویسی کرتے رہے اور ضخیم فتاوٰی رضویہ آج بھی مارکیٹ تیس سے زائد مجلدات میں دستیاب ہے۔ لگ بھگ ستر علوم میں تحریری ان مٹ نقوش چھوڑے۔ علوم القرآن اور علوم السنہ میں کامل دسترس رکھنے کے ساتھ دیگر علوم متداولہ میں یکتائے زمانہ تھے۔ توقیت کے علم میں اس قدر مہارت رکھتے تھے کہ دن کے وقت سورج اور رات کے اوقات میں ستارے دیکھ کر اوقاتِ کار کی درستی کر لیا کرتے تھے کہ اصل میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں ہوتا تھا۔ علوم دینیہ میں نصوص قرآنیہ کے ساتھ ساتھ ذخیرہ حدیث و فقہ میں حافظے کی بناء پر موقع کی مناسبت سے بتادیا کرتے تھے۔ مزاجاً تصوف کی جانب مائل تھے۔

---

[1] ناصر، ناصر الدین قادری۔ **حیات اعلیٰ حضرت**: پروگریسو بکس، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، 2018ء، 1/20۔
Nāsir,Nāsir ul dīn qādrī-Hayāt e Aalā Hazrat:Progressive Books, Ghazni Street Urdu Bazar, Lahore,2018, Vol 1, p20

معاصر علوم میں سے علم ریاضی، علم تکسیر، علم ہیئت، علم جفر وغیرہ میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ لوگ آپ کو حافظ کہہ کر پکارتے تھے تو آپ نے حفظ کا ارادہ کیا اور فقط ایک مہینے میں روزانہ ایک پارے حفظ کر کے مکمل قرآن مجید حفظ کر لیا۔ حاضر جوابی میں آپ بے نظیر تھے ، موقع کی مناسبت سے جو حوالہ ذکر کرتے بعد ازاں تصدیق کی جاتی تو بعینہ وہ بیان کردہ کے مطابق کتاب اور صفحے پر ہوتا ایک لائن کا بھی فرق نہ ہوتا۔ متعدد کتب اور فقہی مسائل کا ایک انسائیکلوپیڈیا تھے، زندگی کا بیشتر حصہ تحریری کاموں میں گزارا، اردو زبان میں قرآن حکیم کا ترجمہ بنام کنزالایمان کیا جو عالمِ اسلام میں خاص مقبولیت کا حامل ہے۔ مزید براں برصغیر میں رائج زبانوں میں متعدد کتب رقم کیں ۔ آپ نے متعدد اساتذہ سے اکتساب علم کیا اور آپ کے شاگردوں کی تعداد بھی کافی زیادہ ہے۔[2]

وفات:

مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 25 صفر المظفر 1340ھ بمطابق 28 اکتوبر 1921ء بروز جمعۃ المبارک کو ہندوستان میں عین اذان جمعہ کے وقت ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بریلی میں آج بھی زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔[3]

کتاب سیرتِ مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت کے مؤلف کا تعارف:

مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فکر اور خدمات کو جدید تحریری اسلوب سے ہم آہنگ کرنے میں مفتی عیسیٰ خان رضوی کا نام نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ آپ شیخ الحدیث الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گھر سہائے گنج ضلع قنوج یوپی کے نام سے معروف ہیں۔ ان کا قلم برق رفتار ہے یا صاعقہ صفت، کہ انتہائی قلیل و مختصر مدت میں شبستان رضا سے خوشہ چینی کر کے وہ ایک ضخیم کتاب تیار کر لیتے اور امام احمد رضا سے عشق، محبت کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ ان کا حال یہ ہے کہ وہ نہ تو کوئی پروموشن (Promotion) نہ ایوارڈ (Award) کی فکر میں رہے نہ سرمایہ سمیٹنے کا خیال دامن گیر رہا۔ اگر ان کی کوئی خواہش رہی تو بس یہی کہ مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تحریری کام کو اجاگر کرنے میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔[4]

مولانا مفتی عیسیٰ خان کی پیدائش 4 جولائی 1967 کو ہوئی۔[5] ابتدائی تعلیم مدرسہ حسینیہ کٹم پوسہ میں حاصل کی، جس کے بعد اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف کا رخ کیا۔ وہاں نامور اساتذہ سے علوم وفنون کی تکمیل کی۔ 17 جمادی الاول 1406ھ

---

[2] بہاری، ظفر الدین، علامہ ملک العلماء، ۔ **حیات اعلیٰ حضرت**: اکبر بک پبلشرز، لاہور، 2014، ص:54۔

Bihāri, Zafaruddīn, Allāma Malik-ul-Ulāma, "Hāyat A'lā Hazrat," Akbar Book Publishers, Lāhore, 2014, p. 54.

[3] الیاس عطار قادری، ابو بلال، مولانا، **تذکرہ امام احمد رضا** (کراچی: مکتبہ المدینہ، 2012) ص19

Ilyās Attar Qādrī, Abu Bilāl, Maulānā, "Tazkirah Imām Ahmad Razā" (Karāchī: Maktabah al-Madīna, 2012), p. 19.

[4] عیسیٰ رضوی، مولانا مفتی، **قرآن ہر شے کا بیان**۔ مکتبہ اعلیٰ حضرت، داتا مارکیٹ لاہور 2011۔ ص17

Isā Razvī, Maulanā Muftī, "Qurān Har Shai Kā Bayān" (Maktabah A'lā Hazrat, Dātā Markēt Lāhore, 2011), p. 17.

[5] تسلیم رضا خاں، **فیضان اعلیٰ حضرت**، رضوی کتاب گھر دہلی 2011ء، ص48

Taslēm Razā Khān, "Faizān A'lā Hazrat" (Razvī Kitāb Ghar, Delhi, 2011), p. 48.

کو فراغت حاصل کی اور شیخ الحدیث منظر اسلام، حضرت علامہ سید محمد عارف سے دستار فضیلت اور سند حدیث حاصل کی۔ اسلامی علوم میں مہارت کے ساتھ ساتھ انہوں نے الہ آباد بورڈ اور جامعہ اردو علی گڑھ سے مولوی، عالم، فاضل دینیات، فاضل ادب، فاضل طب اور معقولات کے امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ فراغت کے بعد انہوں نے دارالعلوم فدائیہ سمرقندیہ (در بھنگہ، بہار)، دارالعلوم غوثیہ (نیوریا پیلی بھیٹ، یوپی)، مدرسہ ضیاء العلوم (کامیاریڈی، نظام آباد، آندھرا پردیش) اور دارالعلوم غوثیہ رضویہ (اشرف نگر، ناندیڑ، مہاراشٹر) میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ فی الحال، وہ الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم (گرسہائے گنج، ضلع قنوج، یوپی) میں شیخ الحدیث اور افتاء کے منصب پر فائز ہیں۔[6]

کتاب سیرت مصطفیٰ ﷺ جان رحمت کے مشمولات کا تعارف

زیر نظر کتاب "سیرت مصطفیٰ جان رحمت ﷺ" رسول اکرم ﷺ کی پاکیزہ زندگی کی اگرچہ ایک مختصر جھلک پیش کرتی ہے، تاہم اس کتاب میں حیات رسول ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو نہایت خوبصورتی سے جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے جن کا مطالعہ ہر مسلمان کیلئے نہایت مفید ہے۔

کتاب سیرتِ مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت (جلد اول) کے مشمولات

جلد اول میں پہلے سیرت نگاری کو موضوع بنایا گیا ہے اور اس کے تحت معروف اور مصادر کی حیثیت رکھنے والے سیرت نگاروں اور کتب سیرت کا ذکر کرنے کے بعد جزیرۃ العرب کی بابت جامعیت کے ساتھ تعارف ذکر کر کے پھر تعمیر کعبہ معظمہ، شب میلاد اور عجائب قدرت، کتب سابقہ و صحائف کی بشارتیں، مدحت مصطفیٰ ﷺ آیات و احادیث کے تناظر میں، نسب پاک مصطفیٰ ﷺ اور قریش کے فضائل و مناقب کو موضوع بنایا گیا ہے۔ پھر استقرار نطفۂ زکیہ اور ولادتِ طیبہ شق صدر و اہل فترت اور مؤحدین کی بابت، حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین، ابو طالب کی کفالت، اعلان نبوت سے پہلے کی پاکیزہ سرگرمیاں اور کعبہ شریف کی تعمیر، وحی کا بیان، دعوت اسلام کے تین ادوار کو ذکر کیا گیا ہے۔ بعد ازاں ہجرت سے قبل مدینہ منورہ میں آفتاب رسالت ﷺ کی ضیاء پاشیاں و ہجرت حبشہ و مدینہ منورہ اور شعبہ ابی طالب، مسجد نبوی اور اس کی تعمیر، اذان کی ابتداء و حضور اکرم ﷺ کے یہودیوں سے تاریخی معاہدے، جہاد و قتال کا حکم اور غزوات و سرایہ کو ذکر کیا گیا ہے۔

1۔ سیرت اور اس کے مصنفین:

اس کے تحت سیرت کے اکابر مصنفین و امہات کتب سیرت اور سیرت کی تاریخ کو ذکر کیا گیا ہے۔ جو کہ صفحہ 91 سے 122 تک مذکور ہیں۔

محمد بن اسحاق اور سیرت: اس مبحث کے تحت مؤلف نے محمد بن اسحاق اور انکی سیرت نگاری کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ وہ تابعی بھی تھے۔

---

[6] **فیضان اعلیٰ حضرت**، جلد 1 ص 48

Faizān A'lā Hazrat, Vol. 1, p. 48.

محمد بن اسحاق نے فنِ مغازی میں مشہور و معروف ہوئے اور "امام فن مغازی" کے لقب سے معروف ہوئے۔ اگرچہ شہرت میں واقدی بھی کسی سے کم نہیں، لیکن محمد بن اسحاق کی حیثیت اس میدان میں نمایاں رہی۔

وہ تابعی تھے اور صحابیِ رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملاقات کا شرف حاصل تھا۔ حدیث کے علم میں مہارت رکھتے تھے اور امام زہری کے خاص شاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ امام زہری کے دروازے پر دربان مقرر تھا جو بغیر اجازت کسی کو اندر جانے نہیں دیتا تھا، لیکن محمد بن اسحاق کو خاص رعایت حاصل تھی کہ وہ جب چاہیں آ جا سکتے تھے۔ انہوں نے فنِ مغازی کو نئی جہت دی اور اسے مزید ترقی دی۔ 151 ہجری میں ان کا انتقال ہوا ۔[7]

ابن ہشام اور سیرت: اس مبحث کے تحت مؤلف نے ابن ہشام اور ان کی سیرت نگاری کی اہمیت کو نمایاں طور پر بیان کرنے کے بعد یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ابن ہشام کی سیرت نگاری میں اشعار کا بڑا عمل دخل ہے کہ ان کی ایک کتاب میں دس ہزار اشعار موجود ہیں۔

ابن ہشام کا نام عبد الملک ہے وہ ثقہ اور نامور محدث اور مورخ تھے، حِمیر کے قبیلہ سے تھے اور غالباً اس تعلق سے سلاطین حمیر کی تاریخ لکھی جو آج بھی موجود ہے۔ انہوں نے سیرت میں یہ اضافہ کیا کہ سیرت میں جو مشکل الفاظ آتے ہیں ان کی تفسیر بھی لکھی۔ 213 یا 218ھ میں وفات پائی۔ اخیر کتاب میں قریباً دس ہزار شعر ہیں اور اس کا نام "**فتح الغریب فی سیرت الحبیب ﷺ**" ہے۔[8]

ابن سعد اور سیرت: اس بحث کے تحت مؤلف نے ابن سعد اور ان کی سیرت نگاری کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے یہ بھی بیان کیا کہ سیرت الرسول ﷺ کے عنوان پر ایسی کتاب نہیں لکھی گئی اور اس کتاب کا مختصر تعارف اور از سر نو طباعت و اشاعت کو بھی ذکر کیا ہے۔

ابن سعد مشہور محدث ہیں۔ محدثین نے عموماً لکھا ہے کہ وہ قابل سند ہیں۔ خطیب بغدادی نے ان کی نسبت یہ الفاظ لکھے ہیں۔

"كَانَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ وَالْفَهْمِ وَالْعَدَالَةِ، صَنَّفَ كِتَابًا كَبِيرًا فِي طَبَقَاتِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ إِلَى دِقَّتِهِ، فَأَجَادَ فِيهِ وَأَحْسَنَ"

ترجمہ و مفہوم: یہ جلیل القدر عالم اہلِ علم و فضل میں نمایاں مقام رکھتے تھے اور فہم و عدالت میں یکتائے روزگار تھے۔ ان کی معروف کتاب "**الطبقات**" ہے، جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس تالیف کی دو جلدیں خاص طور پر سیرتِ نبوی ﷺ پر مشتمل ہیں، جو درحقیقت سیرتِ طیبہ کا ایک جامع مرقع ہیں۔ باقی جلدوں میں صحابہ کرام اور تابعین کے حالات تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ چونکہ صحابہ کے حالات میں نبی اکرم ﷺ کا ذکر لازمی آتا ہے، اس لیے ان حصوں میں بھی سیرتِ نبوی ﷺ کا وافر ذخیرہ محفوظ ہے ۔

یہ کتاب تقریباً ناپید ہو چکی تھی یعنی دنیا کی کسی بھی لائبریری میں اس کا پورا نسخہ موجود نہ تھا۔ شہنشاہ جرمن کو اس کی طباعت و اشاعت کا خیال ہوا، چنانچہ لاکھ روپے جیب خاص سے دیے اور پروفیسر ساخو کو اس کام پر مامور کیا کہ ہر جگہ سے اس کے اجزاء فراہم کر کے لائیں۔

---

[7] **سیرتِ مصطفی ﷺ جان رحمت، جلد 1** ص 96-95

Sērat-e-Mustafā ﷺ Jān-e-Rahmat, Vol. 1, pp. 96-95.

[8] **سیرتِ مصطفی ﷺ جان رحمت، جلد 1** ص 97-96

Sērat-e-Mustafā ﷺ Jān-e-Rahmat, Vol. 1, pp. 97-96.

پروفیسر موصوف نے قسطنطنیہ، مصر اور یورپ جا کر جابجا سے تمام جلدیں بہم پہنچائی۔ یورپ کے بارہ پروفیسروں نے الگ الگ جلدوں کی تصحیح اپنے ذمہ لی، چنانچہ نہایت اہتمام اور صحت کے ساتھ یہ نسخہ لیڈن (ہالینڈ) میں چھپ کر شائع ہوا۔[9]

امام بخاری اور سیرت: اس عنوان کے تحت مؤلف نے امام بخاری اور ان کی سیرت نگاری کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے موضوع پر ایسی کتاب نہیں لکھی گئی اور امام بخاری کی یہ کتابیں (تاریخ صغیر و کبیر) سب کتب سے مقدم و اعلیٰ ہیں کیونکہ ان میں روایتیں باسند مذکور ہیں۔

سیرت کے سلسلہ میں الگ تاریخی تصنیفات ہیں، ان میں جو محدثانہ طریقہ پر لکھی گئیں یعنی جن میں روایتیں بہ سند مذکور ہیں، ان میں حضور اقدس ﷺ کے احوال و آثار کا جو حصہ ہے، وہ بھی حقیقت میں آپ ﷺ کی سیرت ہے۔ ان تمام میں مقدم اور قابل استناد امام بخاری کی تاریخ صغیر و کبیر ہیں، لیکن دونوں نہایت مختصر ہیں، ان میں سیرت نبوی کا حصہ کتاب کا دسواں حصہ بھی نہیں یعنی صرف 15 صفحے ہیں اور ان میں بھی کوئی ترتیب نہیں، کبیر البتہ بڑی ہے، لیکن سوانح اس میں بہت کم ہیں اور جستہ جستہ واقعات بلاترتیب مذکور ہیں۔[10]

کتب سیرت: یوں تو سیرت کے موضوع پر آج تک صدہا کتابیں لکھی گئیں، مگر گیارویں صدی ہجری سے پہلے جو کتابیں وجود میں آئیں وہ امہات کتب سیرت کا درجہ رکھتی ہیں، بعد کی تصنیفات انہیں کتابوں سے ماخوذ و مستنبط ہیں اور انہیں ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ گیارویں صدی ہجری سے پہلے کی چند کتب سیرت یہ ہیں۔[11]

کتاب کا نام	مصنف کا نام	سن وفات ھ / ء
مغازی رسول اللہ	حضرت عروہ بن زبیر تابعی	92ھ / 711ء
دلائل النبوۃ	حضرت ابو بکر احمد بن حسین بیہقی	متوفی 458ھ
الاستیعاب	شیخ الاسلام ابو عمر حافظ ابن عبد البر	متوفی 463ھ
الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ	حضرت علامہ قاضی عیاض مالکی	متوفی 544ھ

[9] سیرتِ مصطفیٰ ﷺ جان رحمت، جلد 1، 98-97

Sērat-e-Mustafā ﷺ Jān-e-Rahmat, Vol. 1, pp. 98-97.

[10] سیرتِ مصطفیٰ ﷺ جان رحمت، جلد 1 ص 98

Sērat-e-Mustafā ﷺ Jān-e-Rahmat, Vol. 1, p. 98.

[11] سیرتِ مصطفیٰ ﷺ جان رحمت، جلد 1، ص 111

Sērat-e-Mustafā ﷺ Jān-e-Rahmat, Vol. 1, p. 111.

الروض الانف	حضرت عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی	متوفی 581ھ
زاد المعاد	عبد الرحمن ابن الجوزی شرف المصطفیٰ	متوفی 597ھ
سیرت دمیاتی	امام شرف الدین عبد المومن دمیاتی	متوفی 705ھ
المغازی	حضرت ابان بن حضرت عثمان	105ھ/ 724ء
صاحب عیون الاثر	حضرت ابن سید الناس بصری	متوفی 734ھ
المغازی	حضرت محمد بن شہاب زہری	124ھ/ 741ء
السیرۃ	حضرت عبد اللہ بن ابو بکر بن حزم	135ھ/ 751ء
صاحب الاشارہ الی سیرۃ المصطفیٰ	حضرت حافظ علاء الدین مغلطائی	متوفی 762ھ
المغازی	حضرت معمر بن راشد	150ھ/ 766ء
السیرۃ النبویہ / سیرت رسول اللہ	حضرت محمد بن اسحاق	150ھ/ 766ء
مغازی ابن اسحاق روایت ابن ھشام	امام محمد بن اسحاق	151ھ/ 768ء
مغازی واقدی	امام محمد بن عمر الواقدی	207ھ/ 822ء
سیرت ابن ہشام	امام عبد الملک بن ہشام	218ھ/ 833ء
طبقات ابن سعد	امام محمد بن سعد	230ھ/ 845ء
مغازی ابن ابی شیبہ	ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ	235ھ/ 849ء
شارح بخاری	حضرت علامہ بدر الدین محمود عینی	متوفی 855ھ
اخبار مکہ للازرقی	ولید محمد بن عبد اللہ الازرقی	250ھ/ 864ء
انساب الاشراف للبلاذری	احمد بن یحیی البلاذری	279ھ/ 892ء
صاحب وفاء الوفاء	ابو الحسن علی بن عبد الل سمہودی	متوفی 911ھ
السیرۃ النبویہ لابن جریر الطبری	امام محمد بن جریر الطبری	310ھ/ 923ء

المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ	حضرت احمد بن محمد بن ابو بکر قسطلان	متوفی 923ھ
صاحب اسیرۃ الشامیہ	حضرت محمد بن یوسف صالحی	متوفی 942ھ
السیرۃ الحلبیہ	حضرت علی بن برہان الدین	متوفی 1044ھ
مدارج النبوۃ	حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی	متوفی 1052ھ
دلائل النبوۃ للماوردی	امام ابو الحسن علی بن محمد الماوردی	450ھ/1058ء
دلائل النبوۃ للبیہقی	امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی	458ھ/1066ء
دلائل النبوۃ للفراء البغوی	امام حسین بن مسعود البغوی	516ھ/1122ء
الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ	قاضی عیاض بن موسیٰ الحیصبی	544ھ/1149ء
الروض الانف السہیلی	امام ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ السُہیلی	581ھ/1185ء
الکامل فی التاریخ لابن اثیر	عز الدین ابو الحسن علی بن ابی الکرم ابن اثیر	630ھ/1233ء
عیون الاثر	امام نور الدین علی بن ابراہیم بن سید الناس	734ھ/1334ء
المواہب اللدنیہ فی المنح المحمدیہ	امام ابو الفضل احمد بن محمد القطلانی	923ھ/1517ء

1) **جزیرۃ العرب:**

اس کے تحت عرب کا جغرافیہ، عرب کے اقوام و قبائل، عرب کی قدیم حکومتیں، عرب کی تہذیب و تمدن، ان کے مذاہب، مذہب میں بے اعتدالیاں اور عرب کی خصوصیات، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 123 سے 160 تک مذکور ہیں۔

جزیرۂ عرب: اس عنوان کے تحت مؤلف نے عرب کی وجہ تسمیہ اور عرب کے دشت و صحرا اور عرب کے طول و عرض کو ذکر کیا ہے۔ عرب کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں، اور ان کی وجہ تسمیہ پر بھی مختلف تفصیلات موجود ہیں۔ اہل لغت کے مطابق "عرب" اور "اعراب" کا مطلب فصاحت اور بلاغت سے جڑا ہوا ہے۔ چونکہ عرب اپنی زبان دانی اور فصاحت کو دیگر قوموں پر فوقیت دیتے تھے، اس لیے انہوں نے اپنے لیے "عرب" کا لقب اختیار کیا۔ اسی تناظر میں انہوں نے باقی دنیا کی قوموں کو "عجم" (جو کہ کم فصیح یا ژولیدہ بیان لوگوں کے لیے استعمال ہوتا تھا) کہہ کر پکارا۔

عرب کے جغرافیائی حدود کی بات کی جائے تو ان کے مغرب میں بحیرہ قلزم، مشرق میں خلیج فارس اور بحر عمان، جنوب میں بحر ہند اور شمال میں اس کی حدود مختلف آراء کے مطابق متعین کی گئی ہیں۔ بعض جغرافیائی حوالوں میں حلب اور فرات کو عرب کی حدود میں شمار کیا جاتا ہے۔ سینا جزیرہ نما، جسے "التیہ" بھی کہا جاتا ہے، کو اکثر عرب اور یورپی مصنفین مصر کا حصہ مانتے ہیں، لیکن جغرافیائی طور پر یہ عرب کے حصہ میں شمار ہوتا ہے۔

اگرچہ عرب کا رقبہ پوری طرح سے متعین نہیں کیا جا سکا، لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اس کا رقبہ جرمنی اور فرانس کے مجموعی رقبے سے تقریباً چار گنا زیادہ ہے۔ عرب کی طول و عرض کی پیمائش تقریباً 1500 میل لمبی اور 600 میل چوڑی ہے، جس کا مجموعی رقبہ تقریباً 12 لاکھ مربع میل بنتا ہے۔

عرب کا بیشتر حصہ ریگستان پر مشتمل ہے، اور اس کے پورے علاقے میں پہاڑی سلسلے بھی پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں سب سے طویل اور مشہور پہاڑی سلسلہ "جبل السَّراۃ" ہے، جو عرب کے جغرافیائی خدوخال میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ [12]

2۔ معمار کعبہ:

اس کے تحت معمار کعبہ، حضرت ابرہیم علیہ السلام اور نمرود کا مکالمہ، حضرت ابرہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا آگ میں ڈالا جانا، حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کا تذکرہ و آپ کی قربانی، آپکا نکاح اور والد کی وصیت، غلاف و زینت کعبہ اور اصحاب فیل، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 161 سے 198 تک مذکور ہیں۔

کعبہ معظمہ اور اس کے معمار: اس عنوان کے تحت مؤلف نے معمار کعبہ اور رب ذوالجلال کے دو عظیم پیغمبر (حضرت ابرہیم و اسماعیل علیہا السلام) کا تذکرہ کیا ہے اور مزید بیان کیا کہ مالک ارض و سماوات نے اپنے گھر کی تعمیر کیلئے جس خطہ کو پسند فرمایا وہ حجاز کی ایک وادی غیر ذی زرع تھی۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا [13]

ترجمہ: جب حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور حضرت اسماعیل (علیہ السلام) خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے، تو دونوں نے اللہ کے حضور یہ دعا کی: اے ہمارے رب! ہمارے اس عمل کو قبول فرما، بے شک تُو ہی سب سے زیادہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ جو بدیع السماوات والارض ہے، جو بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ [14] کی شان والا ہے، جس کی وحدانیت اور صمدیت کا علم عرش و فرش پر لہرا رہا ہے۔ کشمیر کی گل بداماں وادیاں بشام کے سرسبز و شاداب میدان و کوہسار، یورپ کے لالہ زار و مرغ زار جس کے اپنے بنائے ہوئے ہیں، اس نے اپنے گھر کی تعمیر کیلئے جس خطہ کو پسند فرمایا وہ حجاز کی ایک وادی غیر ذی زرع تھی۔ اجاڑ، سنسان، جہاں نہ پانی تھا

---

[12] **سیرتِ مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت**، جلد 1 ص 126-125

Sērat-e-Mustafā ﷺ Jān-e-Rahmat,Vol. 1, pp. 126-125

[13] **سورۃ البقرہ:** 127

Sūrah al-Baqarah: 127.

[14] **سورۃ الملک:** 1

Sūrah al-Mulk: 1.

نہ آبادی تھی جہاں ایک ایسا سلسلہ کوہ تھا جس کی سیاہی مائل پہاڑیاں روئیدگی کی قوت سے یکسر محروم تھیں، درختوں، جھاڑیوں کا کیا ذکر وہاں معمولی گھاس کا تنکا بھی اگا ہوا نظر نہ آتا تھا۔ جن کی سخت پتھریلی چٹانوں سے پانی کا کوئی چشمہ نہیں ابلتا تھا۔ اس وادی کے ارد گرد سینکڑوں میلوں تک لق ودق صحرا اور ریگستان پھیلے ہوئے تھے۔ انسانی آبادی کا دور دور تک کہیں نام ونشان تک نہ تھا۔ ایسے خطہ کو اپنے گھر کیلئے منتخب فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنی اس عظیم شان یختص برحمته من یشاء کا اظہار فرمایا۔ یعنی وہ جس کو چاہتا ہے اپنی خصوصی رحمتوں سے سرفراز فرما دیتا ہے۔[15]

2) **شب میلاد اور عجائب:**

اس کے تحت آمد رسول کی بشارات و پیشین گوئیاں، دشمنانِ اسلام اور مستشرقین کے نظریات و تحقیقات پر تنقیدی نظر، حکمرانوں کی نوید و خوشخبریاں، ہرقل نے بعثتِ نبوی کا ستارا دیکھا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 199 سے 224 تک مذکور ہیں۔

شب میلاد اور عجائب قدرت الٰہی کا ظہور: اس مبحث کے تحت مؤلف نے روم کے متعلق رب کائنات کے پیشین گوئیاں اور ہرقل بادشاہ اور اس کے ایک خواب کو ذکر کیا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَبَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا[16]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایک بہت بڑا احسان فرمایا کہ ان میں سے ہی ایک رسول بھیجا، جو ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے، ان کے دلوں کو صاف کرتا ہے، اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

یہ اللہ کی خاص رحمت اور فضل ہے کہ وہ اپنے منتخب پیغمبروں کے ذریعے انسانوں کو ہدایت دیتا ہے، تاکہ وہ اپنی زندگیوں کو بہتر بنا سکیں اور اللہ کی رضا کے مطابق چلیں۔

ہرقل نے بعثت نبوی کا ستارا دیکھا: ہرقل سلطنت رومہ کا شہنشاہ تھا خسرو پرویز نے حملہ کر کے اس کی مملکت کا بہت بڑا حصہ اس سے چھین لیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورہ روم کی ابتدائی آیتوں میں پیشین گوئی فرمائی کہ چند سال بعد حالات کا پانسہ پلٹ جائے گا اور آج کا شکست خوردہ روم کا بادشاہ کل خسرو وایران کو شکست فاش دے کر اپنی ساری مملکت اس سے واپس لے لے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک دن ہرقل صبح بیدار ہوا اس کے چہرے پر مایوسی کے آثار نمایاں تھے اس کے بعد اس کے ایک پادری نے کہا آج آپ کی طبیعت درست معلوم نہیں ہوتی۔ ہرقل نے کہا میں نے آج رات دیکھا ہے کہ وہ ستارا طلوع ہو گیا جو اس چیز کی شہادت دے رہا تھا کہ اس قوم کا بادشاہ ظاہر ہو گیا ہے جس قوم کا شعار ختنہ کرانا ہے۔ اسی اثناء میں غسان کے بادشاہ کا قاصد پہنچا اور اس نے ہرقل کو مطلع کیا کہ اللہ پاک کے آخری رسول ﷺ کا ایک صحابی اس کے نام حضور کا ایک خط لے کر آیا ہے۔ ہرقل نے کہا اس قاصد کو لے جاؤ اور دیکھو یہ مختون

[15] **سیرتِ مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت**، جلد 1 ص 163

Sērat-e-Mustafā ﷺ Jān-e-Rahmat,Vol. 1, p. 163.

[16] **سورۃ آل عمران:** 164

Sūrah Aāli Imrān: 164.

ہے یا نہیں؟ جواب دیا کہ یہ تو ختنہ شدہ ہے۔ ہر قل نے کہا بیشک اس امت کا بادشاہ ظاہر ہو گیا ہے لیکن مزید تحقیق کیلئے اس نے ایک اور عالم کو روم کے شہر سے بلا بھیجا جو علم و فضل میں اس کا ہم پلہ تھا ہر قل وہاں سے روانہ ہو کر حمص آگیا اور اس عالم کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔ اس کا خط آیا کہ واقعی یہ نبی ہیں۔[17]

3۔ کتب سابقہ و صحائف کی بشارات:

زبور کی بشارتیں، صحائف انبیاء کرام میں تذکرہ مبارک، کتاب حبوق میں تذکرہ مبارک، صحیفہ ابراہیم علیہ السلام میں تذکرہ مبارک، تبع حمیری کا قبول اسلام، قبائل یہود کا حسد وعناد، انبیائے کرام علیہم السلام کی تصاویر، مخریق یہودی کی وصیت، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 225 سے 253 تک مذکور ہیں۔

توریت وانجیل وغیرہ سے بشارتیں: اس مبحث کے تحت مؤلف نے تورات وانجیل و صحیفہ ابراہیم علیہ السلام اور کتاب حبوق میں مذکور شان رسالت ﷺ کو ذکر کیا ہے۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنجِيلِ[18]

ترجمہ: جو لوگ اس رسول، اس نبی اُمّی کی پیروی کرتے ہیں، جس کا ذکر وہ اپنی کتابوں، یعنی تورات اور انجیل میں پہلے ہی سے پڑھتے ہیں۔

صحیفہ ابراہیم میں ذکر جمیل: حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے صحیفہ میں ہے کہ اے ابراہیم! میں نے تمہاری دعا تمہارے فرزند حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کے حق میں قبول فرمائی ہے میں نے ان پر اور ان کی اولاد پر برکتیں جاری فرمائیں اور ان میں سے ایک ایسا فرزند عالم وجود میں لاؤں گا جو معظم و مکرم ہو گا جن کا اسم گرامی محمد (ﷺ) ہو گا وہ میرے برگزیدہ اور مبعوث شدہ ہوں گے اور ان کی امت بہترین امت ہو گی۔[19] **کتاب حبقوق میں ذکر جمیل:** حضرت حبقوق ایک نبی تھے جو حضرت دانیال نبی کے ہم زمانہ تھے ان کی کتاب میں مذکور ہے۔

---

[17] عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی (773ـ852ھ / 1372ـ1449ء) **فتح الباری شرح صحیح بخاری** (دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، پاکستان، 1401ھ / 1981ء) جلد 1 ص 85-82

Asqalanī, Ibn Hajar Ahmad ibn Alī (773–852 AH / 1372–1449 CE), "Fath al-Barī Sharh Sahih al-Bukharī" (Dar Nashr al-Kutub al-Islamiyya, Lahore, Pakistan, 1401 AH / 1981 CE), Vol. 1, pp. 85-82.

[18] **سورۃ الاعراف:**157

Sūrah al-A'rāf: 157.

[19] ابن قتیبہ، عبد اللہ بن مسلم، **أعلام رسول اللہ المنزلۃ علی رسلہ صلی اللہ علیہم فی التوراۃ والانجیل والزبور والقرآن وغیر ذلک ودلائل نبوتہ من البراھین النیرۃ والدلائل الواضحۃ**، (ریاض: دار الصمیعی، 2020ء) ص: 167-161

Ibn e Qutaybah, Abdullah bin Muslim , "A'lām Rasulullāh al-Manzilah 'alā Rislāh صلى الله عليه وسلم fi al-Tawrāh wa al-Injīl wa al-Zabur wa al-Qurān wa Ghaira Zhalik wa Dalāil Nubuwwatihi min al-Burāhīn al-Nirrah wa al-Dalāil al-Wādhihah" (Riyādh: Dār al-Sumaī, 2020), pp. 167-161.

جَاءَ اللّٰهُ مِنَ التَّيَمُّنِ وَالتَّقْدِيسِ مِنْ جِبَالِ فَارَانَ وَامْتَلَأَتِ الأَرْضُ مِنْ تَحْمِيدِ أَحْمَدَ وَتَقْدِيسِهِ وَمَلَكَ الأَرْضَ وَرِقَابَ الأُمَمِ [20]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے برکت و پاکی کے ساتھ فاران کے پہاڑ پر جلوہ فرمایا اور زمین کو احمد کی مدحت و ثنا اور اس کی تقدیس سے بھر دیا جو کہ زمین اور امتوں کی گردنوں کا مالک ہے۔

3۔ مدحت و فضائل مصطفیٰ ﷺ آیات و احادیث کے تناظر میں:

حضور اکرم ﷺ کی رسالت عامہ، وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا، دعائے ابراہیم علیہ السلام، خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ، نور و بشریت مصطفیٰ ﷺ، حضور اکرم ﷺ حاضر و ناظر ہیں، حضور اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر، علم غیب و معراج و شفاعت مصطفیٰ ﷺ، تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام پر حضور اکرم ﷺ کی افضلیت، خلق عظیم و حیات اقدس، حضور اکرم ﷺ کے تشریعی اختیارات و مالک کوثر، پورا قرآن حضور اکرم ﷺ کی نعت ہے، خاندانی شرافت، خزائن ارض کی چابیاں حضور اکرم ﷺ کے قبضے میں، جسد اقدس کی صفائی اور پاکیزگی اسلام میں، حضور اکرم ﷺ کا فہم و ذکاء فصاحت و بلاغت شرم و حیا وفائے عہد اور صلہ رحمی، حضور اکرم ﷺ کی خشیت الٰہی استغفار و توبہ، حضور اکرم ﷺ کا وقار و ہیبت اور حسن جمال، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 254 سے 382 تک مذکور ہیں۔

4۔ حضور ﷺ کی رسالت عامہ:

اس مبحث کے تحت مؤلف نے حضور اکرم ﷺ کے وہ اوصاف ذکر کئے ہیں کہ جو آپ سے پہلے کسی بھی نبی کو نہیں عطا کئے گے۔ حضور اکرم ﷺ کی رسالت عامہ کو ذکر کیا ہے اور حضور اکرم ﷺ تمام جہانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ [21]

ترجمہ: اور اے محبوب! ہم نے تمھیں ایسی رسالت کے ساتھ نہیں بھیجا جو صرف ایک خاص گروہ تک محدود ہو، بلکہ تمھیں دنیا بھر کے لوگوں کے لیے بشارت سنانے والا اور ڈرا دینے والا بنا کر بھیجا ہے، مگر زیادہ لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کی رسالت عالمگیر ہے، یعنی تمام انسانوں کو شامل کرتی ہے، چاہے وہ سفید ہوں یا سیاہ، عرب ہوں یا غیر عرب، پہلے لوگ ہوں یا بعد والے، سب کے لیے آپ ﷺ رسول ہیں اور وہ سب آپ کے پیروکار ہیں۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا، "مجھے پانچ خاص چیزیں دی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔

5۔ پاکیزگی اور مسجد :

---

[20] ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (701۔774ھ / 1301۔1373ء)۔ **البدایۃ والنہایۃ**۔ (دار الفکر، بیروت، لبنان :، 1419ھ / 1998ء) جلد 9 ص107

Ibn Kasīr, Abu al-Fidā Ismaīl bin Umar (701–774 AH / 1301–1373 CE), "Al-Bidāyah wa al-Nihāyah" (Dār al-Fikr, Beirūt, Lebanōn: 1419 AH / 1998 CE), Vol. 9, p. 107.

[21] **سورۃ السبا:**28

Sūrah Sabā: 28.

زمین کو میرے لیے مسجد اور پاک جگہ بنا دیا گیا، یعنی جہاں بھی نماز کا وقت ہو، میرے امت کو وہاں نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی۔

6۔شفاعت :

مجھے شفاعت کا عظیم مرتبہ دیا گیا، یعنی قیامت کے دن میری شفاعت سے امت کو نجات ملے گی۔

7۔رسالت کی وسعت :

مجھ سے پہلے تمام نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے، لیکن مجھے تمام انسانوں اور جنوں کی طرف بھیجا گیا۔

یہ حدیث سید عالم ﷺ کے خاص فضائل کو بیان کرتی ہے، جن میں آپ ﷺ کی رسالت کا وسیع دائرہ اور آپ کا خاص مقام شامل ہے۔ آپ ﷺ کا یہ مرتبہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے، اور آپ کی رسالت تمام مخلوق کے لیے ہے، نہ صرف ایک قوم یا علاقے تک محدود۔ [22]

8۔نسب پاک مصطفیٰ ﷺ:

نسب کی صحت، انتخاب باری تعالیٰ، حضور اکرم ﷺ افضل ترین قبیلہ میں پیدا ہوئے، حضور اکرم ﷺ سے قرابت داری کا نفع، اکیس پشت تک نسب شریف، حضور اکرم ﷺ افضل خاندان میں پیدا ہوئے، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 383 سے 400 تک مذکور ہیں۔

نسب پاک مصطفیٰ ﷺ: اس مبحث کے تحت مؤلف نے حضور اکرم ﷺ کے حسب و نسب کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ افضل و اعلیٰ والے ہیں۔

كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يِ الْقِيَامَةَ إِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي [23]

ترجمہ: ہر علاقہ اور رشتہ روز قیامت قطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ اور رشتہ۔

لَهُ النَّسَبُ الْعَالِي، فَلَيْسَ كَمِثْلِهِ حَسِيبٌ نَسِيبٌ مُنْعَمٌ مُتَكَرِّمٌ

ترجمہ: بالکل، آپ ﷺ کا خاندان اتنے اعلیٰ درجے کا حامل ہے کہ کوئی بھی شخص، چاہے وہ خاندانی شرافت شان و شوکت میں کتنا ہی بلند ہو یا دنیاوی نعمتوں اور بزرگیوں میں کتنا ہی نمایاں، آپ ﷺ کے خاندان کی عظمت کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔ [24]

قریش کے فضائل و مناقب:

---

[22] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ ۔ **الصحیح للبخاری** ۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، 1401ھ / 1981ء، حدیث 2977۔، مسلم، ابن الحجاج قشیری ۔ **الصحیح للمسلم** ۔ بیروت، لبنان : حدیث 521

Bukhāri, Abu Abdullāh Muhammad bin Ismāil bin Ibrāhim bin Mughīrah, "Sahih al-Bukharī" (Beirūt, Lebanōn 1401 AH / 1981 CE), Hadīth 2977.

[23] الحاکم، محمد بن عبد اللہ۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1990۔ جلد 3، حدیث 4719، ص 142

Al-Hākim, Muhammad bin Abdullāh, "Al-Mustadrak Ala al-Sahihayn" (Beirūt: Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, 1990), Vol. 3, Hadith 4719, p. 142.

[24] ابن کثیر، إسماعیل بن عمر۔ **البدایہ والنھایہ**، دار إحیاء التراث العربي، 1997، ص: 287

Ibn Kasīr, Ismāīl bin Umar, "Al-Bidāyah wa al-Nihāyah" (Dār Ihyā al-Turāth al-Arabī, 1997), p. 287.

قریش، ہاشم، عبد المطلب، قریش کی خصوصیات، بنی ہاشم کی تعظیم و تکریم، قریش کی امانت داری، عرب غیر عرب کا کفو نہیں ،روز قیامت حضور اکرم ﷺ کے قریب تر قریش ہونگے، خلافت ہمیشہ قریش میں رہے گی، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 401 سے 434 تک مذکور ہیں۔

قریش کے فضائل و مناقب: اس مبحث کے تحت مؤلف نے ذکر کیا کہ روز قیامت قریش حضور اکرم ﷺ کے قریب تر ہونگے او رعرب، عرب کے کفو ہیں۔

الْعَرَبُ لِلْعَرَبِ أَكْفَاءٌ وَالْمَوَالِي لِلْمَوَالِي أَكْفَاءٌ إِلَّا حَائِكٌ أَوْ حَجَّامٌ

ترجمہ: عرب، عرب کے کفو ہیں، اور موالی موالی کے مگر جولاہہ یا حجام۔

إِنَّ لِوَاءَ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِيَدِي، وَأَقْرَبُ الْخَلْقِ مِنْ لِوَائِي يَوْمَئِذٍ الْعَرَبُ

ترجمہ: بیشک روز قیامت لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہو گا اور بیشک اس دن تمام مخلوق میں میرے نشان سے زیادہ قریب عرب ہوں گے۔

9۔استقرار نطفۂ زکیہ اور ولادتِ طیبہ:

استقرار نطفۂ زکیہ کی تاریخ و دن، مدت حمل، شام کے محلات روشن، محمد ﷺ نام رکھنے کی بشارت، جس کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی، حضور اکرم ﷺ ختنہ شدہ پیدا ہوئے، اللہ اللہ وہ بچپن کی پھبن، حضور اکرم ﷺ اللہ پاک کی نعمت ہیں، ربیع الاول مسرت کا مہینہ ہے، مقامات انبیاء کی سیر، ابو لہب کے عذاب میں تخفیف، بشارت میلاد النبی ﷺ، میلاد النبی ﷺ پر خاص تارے کا طلوع، حضور ﷺ اسم اللہ وہادی ہیں، حضور ﷺ اول و آخر ظاہر و باطن ہیں، میلاد النبی ﷺ کی پہلی انجمن، فرشتوں میں میلاد النبی ﷺ کی خوشی، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 435 سے 502 تک مذکور ہیں۔

استقرار نطفۂ زکیہ و مدت حمل: اس عنوان کے تحت مؤلف نے حضور اکرم ﷺ کے حمل کی مدت 9 ماہ بیان کی ہے اور حضور اکرم ﷺ نورانیت کو بھی ذکر کیا ہے۔

إِلَّا أَنَّ التَّنُّورَ الْمُغَرَّدَةَ المكْنُونَ الَّذِي يَكُونُ مِنَ النَّبِيِّ الهادِي فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ بِمُنفرٍ فِي بَطْنِ أُمِّهِ

ترجمہ: خبر دار! بیشک وہ مخفی نور جس سے نبی ہادی ﷺ جلوہ گر ہوں گے وہ نور اس رات میں نبی مکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں قرار پائے گا۔[25]

شَرْحُ الزُّرْقَانِيِّ لِلْمَوَاهِبِ اختلف فِي مُدَّةِ الْحَمْلِ بِهِ ﷺ، فَقِيلَ تِسْعَةُ أَشْهُرٍ كَامِلَةً[26]

---

[25] **المواہب الدنیة**،ج1ص118

Al-Mawāhib al-Dīniyyah, Vol. 1, p. 118.

[26] احمد رضا، ابن نقی علی خاں قادری بریلوی(1272۔1340ھ/1886۔1921ء)۔ **فتاویٰ رضویہ**(لاہور،:رضا فاؤنڈیشن، جامعہ رضویہ ،1991ء)جلد 26ص407

Ahmad Razā, Ibn Naqī Alī Khān Qādrī Barelvī (1272–1340 AH / 1886–1921 CE), "Fatawā Razaviyyah" (Lāhore: Razā Foundation, Jāmiah Razaviyyah, 1991 CE), Vol. 26, p. 407.

ترجمہ: زرقانی کی شرح مواہب میں ہے کہ مدت حمل کے بارے میں اختلاف ہے کہا گیا ہے کہ مدت حمل شریف پورے نو مہینے ہے۔[27]

10۔ شق صدر واہل فترت اور مؤحدین:

شق صدر کتنی بار ہوا، انشراح صدر، بعض اہل حق، اہل فترت کا حکم اور مذہب اشاعرہ، اشاعرہ کے استدلال پر ماتریدیہ کا نقد و مؤقف، اہل فترت اور حضور اکرم ﷺ کا واسطہ اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے۔ جو کہ صفحہ 503 سے 534 تک مذکور ہیں۔

شق صدر کتنی بار ہوا؟ اس عنوان کے تحت مؤلف نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا سینہ مبارک چار مرتبہ چاک فرما کر اس میں نور و حکمت کو بھرا گیا۔

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ الشرح کی تفسیر میں بیان کیا کہ حضور ﷺ کے مقدس سینے کو چار مرتبہ چاک کیا گیا، اور ہر مرتبہ اس میں نور و حکمت کا ایک خزانہ بھرا گیا۔ ان چار واقعات کے پیچھے مختلف حکمتیں اور مقاصد تھے، جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

1) **پہلا**: جب حضور ﷺ بچپن میں حضرت حلیمہ کے ہاں تھے، اس وقت آپ ﷺ کا سینہ چاک کیا گیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ بچپن میں ہی دنیاوی وسوسوں اور فاسد خیالات سے محفوظ رہیں، جو دیگر بچے کھیل کود اور شرارتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

2) **دوسرا**: آپ ﷺ کی عمر دس سال کی تھی، جب آپ ﷺ کا سینہ دوبارہ چاک کیا گیا۔ اس کی حکمت یہ تھی کہ آپ ﷺ جوانی کی پر آشوب خواہشات اور شہوتوں سے محفوظ رہیں، تاکہ ان کے اثرات سے آپ ﷺ بے خوف اور محفوظ رہیں۔

3) **تیسرا**: غار حرا میں شق صدر ہوا اور اس میں نور سکینہ بھر دیا گیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ وحی الٰہی کا عظیم بوجھ برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جائیں، کیونکہ وحی کا نزول آپ ﷺ پر ایک سنگین اور اہم مرحلہ تھا، اور اس کا اثر آپ کے جسم و روح پر پڑنے والا تھا۔

4) **چوتھا**: شب معراج میں آپ ﷺ کا سینہ چاک کر کے نور و حکمت کے بے شمار خزانے سے بھر دیا گیا، تاکہ آپ ﷺ کے دل میں اتنی وسعت پیدا ہو کہ آپ اللہ کی تجلیات، عظمتوں اور ہیبتوں کو برداشت کر سکیں، اور آپ ﷺ اس عظیم روحانی تجربے کا مقابلہ کر سکیں۔

---

27 زرقانی، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف ازھری مالکی، **شرح المواھب اللدنیۃ** (بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، 1417ھ/1996ء) جلد 1، ص 136

Zurqānī, Abu Abdullāh Muhammad bin Abdul Bāqī bin Yusuf Azahrī Mālikī, "Sharh al-Mawāhib al-Laduniyyah" (Beirūt, Lebanōn: Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, 1417 AH / 1996 CE), Vol. 1, p. 136.

یہ سب حکمتیں اور مقاصد حضور ﷺ کے روحانی اور جسمانی طور پر اللہ کی رضا کے لئے مکمل طور پر تیار ہونے کے لیے تھے۔ یہ تمام واقعات حضور ﷺ کے مقام و مرتبہ کی بلندی اور اللہ کی طرف سے اس کی خاص ہدایت اور توانائیوں کی نشاندہی کرتے ہیں تا کہ آپ ﷺ تمام امورِ دین اور رسالت کی ذمہ داریوں کو بھرپور طریقے سے ادا کر سکیں۔ [28]

11۔ حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین:

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کی وفات، حضور ﷺ کے آباء و امہات مؤحد تھے، مقام نبوت، تنبیہات باہرہ، زندہ ہونے کے بعد ایمان لائے، ایمان ابوین میں احتیاط کا تقاضا، حضرت آمنہ کے اشعار، نجات ابوین کے قائلین علماء و آئمہ، والدین کریمین کی شفاعت، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے۔ جو کہ صفحہ 535 سے 586 تک مذکور ہیں۔

حضور ﷺ کے آباء وامہات موحد تھے: اس مضمون کے تحت مؤلف نے کافر کے ناپاک ہونے اور حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین کو موحد اور اہل ایمان بلکہ آپ ﷺ کے تمام آباؤ اجداد موحد اور اہل ایمان تھے اس کا ذکر کیا ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا ۔

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ [29]

ترجمہ: کافر تو ناپاک ہی ہیں۔

اور حدیث میں ہے حضور سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں۔

لَمْ يَزَلِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يُنْقِلُنِي مِنْ أَصْلَابِ طَيِّبَةٍ إِلَى أَرْحَامٍ طَاهِرَةٍ صَافِيًا مُهَذَّبًا لَا تَتَشَعَّبُ شُعْبَتَانِ إِلَّا كُنْتُ فِي خَيْرِهِمَا[30]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مجھے پاک اور معزز نسلوں میں منتقل کیا، ہر بار صاف ستھرا اور آراستہ رکھا، اور جب دو شاخیں پیدا ہوئیں، تو میں ان میں سب سے بہتر شاخ میں تھا۔

اور ایک حدیث میں ہے فرماتے ہیں ﷺ۔

لَمْ أَزَلْ أُنْقَلُ مِنْ أَصْلَابِ الطَّاهِرِينَ إِلَى أَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

ترجمہ: میں ہر حالت میں پاکیزہ مردوں کی نسل سے پاکیزہ عورتوں کے رحم میں منتقل ہوتا رہا۔" یہ حدیث ابو نعیم نے *دلائل النبوۃ* میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کی ہے۔ [31]

---

[28] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، **تفسیر عزیزی** (ادارہ اسلامیات، لاہور، پاکستان، 2003ء)، جلد 2، ص 325

Shāh Abdul Azīz Muhaddith Dehlawī, "Tafseer Azīzī" (Idārah Islamiyāt, Lāhore, Pākistān, 2003 CE), Vol. 2, p. 325.

[29] **سورۃ التوبہ**: 28

Sūrah al-Tawbah: 28.

[30] **شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ** (دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1996ء)، جلد 1، ص 110

Sharh al-Zurqāni Ala al-Mawahib al-Diniyyah" (Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirūt, 1996), Vol. 1, p. 110.

[31] الزرقانی، محمد بن عبد الباقی، **شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ** بحوالہ اَبی نعیم عن ابن عباس (دار المعرفۃ، بیروت، لبنان، 1996ء)، جلد 1، ص 174

یہ بیان اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضور ﷺ کے آباؤ اجداد اور والدہ محترمہ (حضرت آمنہ) پاک اور طاہرین تھے، اور یہ تمام افراد ایمان و توحید کے حامل تھے۔ قرآن مجید کی نصوص کے مطابق، ان افراد کو کرم اور طہارت کا حصہ ملا ہے کیونکہ کافروں یا مشرکوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا اللہ کی کرامت اور طہارت میں۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ کے والدین اور اجداد نہ صرف نسبی طور پر پاکیزہ تھے بلکہ روحانی طور پر بھی وہ ایمان و توحید کے اصولوں پر قائم تھے۔ اللہ کی طرف سے ان کی تقدس کی حفاظت کی گئی تھی تاکہ حضور ﷺ کا سلسلہ نسب اس کی برکتوں اور پاکیزگی سے محفوظ رہے۔ یہ خیال قرآن کی اس آیت سے جڑا ہوا ہے جہاں اللہ نے فرمایا" :إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ" (سورہ اسراء، 15) یعنی جنہوں نے ایمان لایا، وہ اللہ کی آیات پر سجدہ کرتے ہیں اور ان کی پاکیزگی میں شریک ہوتے ہیں۔ لہٰذا، حضور ﷺ کی نسل میں شامل تمام افراد اللہ کے خاص فضل اور طہارت سے حصہ دار تھے۔ [32]

12۔ابو طالب کی کفالت:

ایمان ابو طالب کی بحث، کفر ابو طالب پر آیات اور مفسرین کا اجماع، مرنے کے بعد ابو طالب کو دبا دیا گیا، ابو طالب کا ترکہ عقیل و طالب کو ملا، جنتی کھانا کافروں پر حرام ہے، اللہ و رسول کی مشیت، اقسام کفر اور کفر ابو طالب، کفر ابو طالب پر چند روایات، چچا کو باپ کہنا عرب کی عادت ہے، دنیاوی محبت دلیل ایمان نہیں، صرف مدح و نعت سبب اسلام نہیں، حضور اکرم ﷺ سے علاقہ کی اہمیت ابو طالب کا قصیدۂ مدحیہ اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 587 سے 652 تک مذکور ہیں۔

ایمان ابو طالب کی بحث: اس عنوان کے تحت مولف نے بیان کیا کہ ابو طالب ایمان نہیں لائے اور حضور اکرم ﷺ کی وجہ سے ابو طالب کے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔

امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر فرماتے ہیں: حضور اقدس ﷺ سے تعلق، ابو طالب کو اتنا کام آیا کہ مکمل جسم آگ میں مبتلائے عذاب تھے حضور انور ﷺ نے پایاب آگ میں کھینچ لیا کہ اب صرف قدموں میں آگ ہے۔ جب کہ کفار کے متعلق حکم یہ ہے کہ

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ

ترجمہ: نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے نہ کوئی ان کی مدد کرے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَإِلَّا لَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ[33]

Zurqāni, Muhammad bin Abdul Bāqi, "Sharh al-Zurqāni Alā al-Mawahib al-Diniyyah" (Dār al-Ma'arifah, Beirūt, Lebanōn, 1996), Vol. 1, p. 174

[32] **سیرتِ مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت**، جلد 1 ص546-545

Sērat-e-Mustafā ﷺ Jān-e-Rahmat, Vol 1, pp. 546-545.

[33] مسلم بن الحجاج. **صحیح مسلم**، کتاب الایمان، باب شفاعۃ النبی ﷺ لابی طالب الخ (قدیمی کتب خانہ، کراچی، 2004ء)، جلد 1، ص 115

ترجمہ: ابو طالب پاؤں تک آگ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ آگ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتے ۔ اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ میں نے انہیں آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو قدموں تک نکال دیا۔

امام عینی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں :

فَإِنْ قُلْتَ: أَعْمَالُ الْكُفَّارِ هَبَاءٌ مَنْثُورٌ لَا فَائِدَةَ فِيهَا قُلْتُ: هَذَا النَّفْعُ مِنْ بَرَكَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخُصُوصِيَّاتِهِ[34]

امام ابن حجر کی فتح الباری شرح بخاری میں ہے

يُوَضِّحُ الْخُصُوصِيَّةَ أَنَّهُ بَعْدَ أَنْ امْتَنَعَ شَفَعَ لَهُ حَتَّى خُفِّفَ عَنْهُ الْعَذَابُ بِنِسْبَةٍ لِغَيْرِهِ[35]

13۔اعلان نبوت سے پہلے کی پاکیزہ سرگرمیاں اور کعبہ شریف کی تعمیر:

سفر شام اور بحیری راہب، جنگ فجار و حلف الفضول، ملک شام کا دوسرا سفر مبارک و نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا، غیر معمولی کردار، کعبہ کی تعمیر کتنی بار ہوئی، کعبہ کا قندیل، مسجد حرام کی توسیع، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 653 سے 674 تک مذکور ہیں۔

خانہ کعبہ کی تعمیر: اس مضمون کے تحت مؤلف نے بتایا کہ سب سے پہلے جس گھر کو اللہ پاک کی عبادت کیلئے بنایا گیا وہ برکت ور حمت والا گھر مکۃ المکرمہ میں "**خانہ کعبہ**" ہے۔

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ [36]

ترجمہ: یقیناً لوگوں کے لیے عبادت کے لیے سب سے پہلا گھر جو مقرر کیا گیا، وہ مکہ میں واقع ہے۔ یہ گھر نہ صرف برکت سے بھرپور ہے بلکہ یہ تمام کائنات کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بھی ہے۔

14۔وحی کا بیان:

Muslim bin al-Hajjāj, "Sahih Muslim," Book of Imān, Chapter of Shafā'at al-Nabi ﷺ li Abu Tālib (Qadeem Kitāb Khāna, Karāchī, 2004 CE), Vol. 1, p. 115.

[34] العینی، بدر الدین محمود بن أحمد. **عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری**، کتاب المناقب، باب قصۃ أبي طالب (ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، بیروت ،2000ء)، جلد 17، ص 17

Al-Ainī, Badr al-Dīn Mahmōd bin Ahmad,"Umdat al-Qarī Sharh Sahih Bukharī," Book of Manqab, Chapter of the Story of Abī Talib (Idarat al-Taba'ah al-Munīriyyah, Beirūt, 2000 CE), Vol. 17, p. 17.

[35] ابن حجر العسقلانی، أحمد بن علي. **فتح الباری شرح صحیح بخاری**، کتاب التفسیر، **سورۃ القصص** (مصطفی البابی ، مصر،1959ء)، جلد 10، ص 123

Ibn e Hajar al-Asqalāni,Ahmad bin Alī, "Fath al-Bārī Sharh Sahih Bukhārī," Book of Tafsēr, Sūrah Al-Qasas (Mustafā al-Bābī, Egypt, 1959 CE), Vol. 10, p. 123.

[36] **سورۃ ال عمران:** 96

Sūrah Aāli Imrān: 96.

وحی ابتداء، نزول جبرئیل علیہ السلام اور پہلی وحی، ما انا بقاری۔ امیت پر محمول، حضور اکرم ﷺ کا اضطراب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کا تسلی دینا، وحی کی کیفیت، مختلف انداز میں جبرئیل علیہ السلام کی آمد، تاخیر وحی پر کافروں کو رب کا جواب، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 675 سے 694 تک مذکور ہیں۔

وحی کا بیان: اس مبحث کے تحت مؤلف نے بیان فرمایا کہ نبی پاک ﷺ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اور نماز کے حکم کو بیان کیا ہے۔

پہلی وحی اور نماز: جب پہلی بار وحی کا نزول ہوا اور نبوت کا اظہار ہوا، تو حضور ﷺ نے بے تعلیم اور پہلی بار جبریل امین علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی۔ اسی دن حضرت ام المومنین خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ دوسرے دن حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ یہ وہ وقت تھا جب سورہ مزمل بھی نازل نہیں ہوئی تھی۔

اس واقعے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کے بعد پہلی شریعت جو عملی طور پر فرض ہوئی، وہ نماز تھی۔ یہ عبادت اسلام کے ابتدائی دور میں ایمان کی علامت اور شریعت کی پہلی فرض عبادت تھی۔

احمد و ابن ماجہ اور حارث مسند میں زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَوَّلِ مَا أُوْحِيَ إِلَيْهِ فَأَرَاهُ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوءِ أَخَذَ غُرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَنَضَحَ بِهَا فَرْجَهُ

ترجمہ: حضور سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام وحی کے روز اول تشریف لائے اور وضو نماز کا طریقہ دکھایا پھر وضو سے فارغ ہونے کے بعد ایک چلو پانی لے کر اس صورت مثالیہ کی شرمگاہ پر چھڑک دیا۔[37]

15۔ دعوت اسلام کے تین دور:

دعوت اسلام کا پہلا دور، دوسرا دور، تیسرا دور، رحمت عالم ﷺ و مسلمانوں پر ظلم و ستم، کفار کا وفد بارگاہِ رسالت ﷺ میں، قریش کا وفد ابو طالب کے پاس، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 695 سے 708 تک مذکور ہیں۔

اس عنوان کے تحت مؤلف نے جو کفار مکہ حضور ﷺ کی دشمنی اور تکلیف دینے میں بہت زیادہ سرگرم تھے ان کے مظالم و نام بیان کئے ہیں۔

- **چند شریر کفار:** جو کفار مکہ حضور ﷺ کی دشمنی اور ایذا رسانی میں بہت زیادہ سرگرم تھے ان میں سے چند شریروں کے نام یہ ہیں ۔

ابولہب	ابو جہل	اسود بن عبد یغوث	حارث بن قیس

[37] احمد بن حنبل **مسند الإمام أحمد بن حنبل**، حدیث زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (دار الفکر، بیروت، 1991ء)، جلد 4، ص 161

Ahmad bin Hanbal, "Musnad Imām Ahmad bin Hanbal," Hadith of Zayd bin Harīthah رضي الله تعالى عنه (Dār al-Fikr, Beirūt, 1991 CE), Vol. 4, p. 161.

ولید بن مغیرہ　　امیہ بن خلف　　ابی بن خلف　　ابو قیس

بن فاکہ

عاص بن وائل　　نفر بن حارث　　منبہ بن الحجاج　　زہیر

بن ابی امید

سائب بن صیفی　　عدی بن حرا　　اسود بن عبد الاسد　　عقبہ بن

ابی معیط

عاص بن سعید بن العاص　　عاص بن ہاشم　　حکم بن ابی العاص ۔

یہ سب کے سب حضور رحمت عالم ﷺ کے دشمن تھے اور ان میں سے زیادہ بہت ہی مالدار اور حکمران تھے اور شب و روز سرور کائنات ﷺ کی ایذا رسانی میں مصروف کار رہتے تھے۔[38]

16۔ہجرت سے قبل مدینہ میں آفتاب رسالت کی ضیاء پاشیاں و ہجرت حبشہ و مدینہ اور شعبہ ابی طالب:

مدینہ میں اسلام کیوں پھیلا، بیعتِ عقبہ اولی و ثانیہ، نجاشی، کفار کا سفیر نجاشی کے دربار میں، نجاشی کا قبول اسلام، حبشہ کی طرف دوسری ہجرت، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کی وفات و غم کا سال، طائف کا سفر، جن سب سے پہلے نماز فجر میں آئے، لیلۃ الجن میں وضو، اے شہر مکہ، تاجدارِ کائنات غار ثور میں، ام معبد کی بکری، سرکار عالم کلثوم بن ہدم اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے مکان میں، مسجد قباء و جمعہ، فرضیت جمعہ، بہترین ہجرت، کعب احبار کو ہجرت کی اطلاع، خاتم المہاجرین، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 709 سے 776 تک مذکور ہیں۔

نجاشی کا اسلام اور نماز جنازہ: اس عنوان کے تحت مؤلف نے بیان کیا کہ نجاشی بادشاہ کا انتقال حبشہ میں ہوا اور حضور اکرم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں ان کا نمازِ جنازہ پڑھایا کیونکہ نجاشی بادشاہ کا جنازہ حضور اکرم ﷺ کیلئے ظاہر کر دیا گیا تھا۔

صحیح ابن حبان میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن الصحابہ جمیعا سے ہے :

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ تُوُفِّيَ، فَقُومُوا صَلُّوا عَلَيْهِ. فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَفُّوا خَلْفَهُ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَهُمْ لَا يَظُنُّونَ إِلَّا أَنَّ جِنَازَتَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ"[39]

---

[38] ابن اسحاق، محمد بن اسحاق، **السیرۃ النبویۃ** (دار المعارف، قاہرہ، 2001ء) جلد 1، ص 454

Ibn e Ishāq, Muhammad bin Ishaq, "Al-Sīrah al-Nabawiyyah" (Dār al-Ma'ārif, Cairo, 2001 CE), Vol. 1, p. 454.

[39] ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (270۔ 354ھ / 884۔ 965ء)۔ **الصحیح** (مؤسسۃ الرسالہ ;بیروت، لبنان: ، 1414ھ / 1993ء) جلد 5 ص 40

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا بھائی نجاشی مر گیا اٹھو اس پر نماز پڑھو حضور اقدس ﷺ کھڑے ہوئے صحابہ نے پیچھے صفیں باندھیں حضور ﷺ نے چار تکبیریں کہیں صحابہ کو یہی ظن تھا کہ ان کا جنازہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے حاضر ہے۔

صحیح ابو عوانہ میں انہیں سے ہے:

امام واحدی نے اسباب نزول قرآن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر کی کہ فرمایا :

كُشِفَ لِلنَّبِيِّ ﷺ عَنْ سَرِيرِ النَّجَاشِيِّ حَتَّى رَآهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ"[40]

ترجمہ: نجاشی کا جنازہ حضور اقدس ﷺ کیلئے ظاہر کر دیا گیا تھا حضور نے اسے دیکھا اور اس پر نماز پڑھی ۔

مسجد نبوی اور اس کی تعمیر:

ازواج مطہرات کے مکانات، مہاجرین کے گھر ، منبر رسول و مقام منبر، زمانہ ولید میں تعمیر اور قدم مبارک کا ظہور، مسجد نبوی میں نماز کا ثواب، مسجد نبوی کا طول و عرض اور حضور اکرم ﷺ کا تعمیر فرمانا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع کی، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 777 سے 794 تک مذکور ہیں۔

ازواج مطہرات کے مکانات: اس مبحث میں مؤلف نے ازواج مطہرات کے حجروں کا تذکرہ کرتے ہوئے حجروں کا طول و عرض بیان کیا۔

مسجد نبوی کے قریب ہی حضور ﷺ نے اپنے ازواج مطہرات کے لیے حجرے بنوائے۔ شروع میں حضرت بی بی سودہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے یہ حجرے بنائے گئے، کیونکہ اس وقت تک وہ ہی نکاح میں تھیں۔ اس کے بعد جب دیگر ازواج مطہرات کا اضافہ ہوا، تو ان کے لیے بھی مکان بنائے گئے۔ یہ مکانات انتہائی سادگی سے بنوائے گئے تھے، جن کی خصوصیات یہ تھیں کہ ہر مکان کی طول و عرض تقریباً دس ہاتھ اور چھ سات ہاتھ چوڑی تھی۔ دیواریں کچی اینٹوں کی تھیں، اور چھتیں کھجور کی پتیوں سے بنائی گئی تھیں، جو اس قدر نیچی تھیں کہ آدمی کھڑا ہو کر چھت کو چھو سکتا تھا۔ دروازوں میں کوئی کواڑ نہ تھے، بلکہ کمبل یا ٹاٹ کے پردے لگے ہوتے تھے۔

Ibn e Hibbān, Abu Hātim Muhammad bin Hibbān bin Ahmad bin Hibbān (270–354 AH / 884–965 CE), "Sahih" (Maktabah al-Risālah, Beirūt, Lebanōn, 1414 AH / 1993 CE), Vol. 5, p. 40.

[40] زرقانی، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازھری مالکی (1055۔1122ھ/1645۔1710ء)۔ **شرح المواھب اللدنیۃ**(دار الکتب العلمیہ؛ بیروت، لبنان :، 1417ھ/1996ء)جلد1ص87

Zurqāni, Abu Abdullāh Muhammad bin Abdul Bāqi bin Yusuf bin Ahmad bin Alwān Masri Azahri Māliki (1055–1122 AH / 1645–1710 CE), "Sharh al-Māwahib al-Laduniyyah" (Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirūt, Lebanōn, 1417 AH / 1996 CE), Vol. 1, p. 87.

اللہ اکبر! یہ تھا شہنشاہ دو عالم ﷺ کا وہ خانہ نبوت جس کی آستانہ بوسی اور درباری کے لیے حضرت جبریل علیہ السلام کے لیے بھی باعث سعادت اور افتخار تھی۔ یہ سادگی اور تواضع حضور ﷺ کی زندگی کا خاصہ تھا، جس میں دنیا کی تمام شان و شوکت کو پس پشت ڈال کر اللہ کی رضا اور اس کے راستے کی پیروی کی گئی تھی۔ [41]

18۔ اذان کی ابتداء اور حضور اکرم ﷺ کے یہودیوں سے تاریخی معاہدے:

عبد اللہ بن زید نے خواب میں اذان دیکھی، پہلی اذان، سفر میں اذان، حضور اکرم ﷺ کی اذان اور حضور اکرم ﷺ کو اذان کی تعلیم، انصار و مہاجرین کے مابین مواخات، نماز کی رکعتوں میں اضافہ، عبد اللہ بن زبیر کی پیدائش، تحویل قبلہ، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 795 سے 820 تک مذکور ہیں۔

اذان کی ابتداء: اس مبحث کے تحت مؤلف نے اذان کی ابتدا کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت بلال کو آذان کا حکم دیا۔

رَأَيْتُ نَعْسًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّهَا لِرُؤْيَا مِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَىٰ

ترجمہ: سبز لباس میں ملبوس ایک شخص نے قبلہ کی طرف رخ کر کے اذان دی حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بیشک یہ خواب حق ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ [42]

عبد اللہ بن زید نے فرمایا حضور سید عالم ﷺ سے میں نے عرض کی حضور ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ هَذِهِ الرُّؤْيَا حَقٌّ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَىٰ، ثُمَّ أَمَرَ بِالتَّأْذِينِ، فَكَانَ بِلَالٌ مَوْلَىٰ أَبِي بَكْرٍ يُؤَذِّنُ بِذَلِكَ [43]

ترجمہ: انشاء اللہ تعالیٰ یہ خواب بیشک حق ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے بلال مولی ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اذان کا حکم دیا۔ [44]

---

[41] ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (701۔ 774ھ / 1301۔ 1373ء)۔ **البدایۃ والنہایۃ** (بیروت، لبنان: دار الفکر ، 1419ھ / 1998ء) جلد 3 ص 313

Ibn Kasīr, Abu al-Fidā Ismāīl bin Umar (701–774 AH / 1301–1373 CE), "Al-Bidāyah wa al-Nihāyah" (Beirūt, Lebanōn: Dār al-Fikr, 1419 AH / 1998 CE), Vol. 3, p. 313.

[42] ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام بن ایوب، **سیرت ابن ہشام** (شرکۃ الطباعۃ الفنیۃ المتحدۃ) جلد 3 ص 177

Ibn e Hishām, Abdul Malik bin Hishām bin Ayūb, "Sīrah Ibn Hishām" (Sharikat al-Taba'āh al-Faniyyah al-Mutahida), Vol. 3, p. 177.

[43] احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ بن محمد (164۔241ھ/780۔855ء)۔ **المسند** (بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی ،1398ھ/1978ء) جلد 4 ص 43

Ahmad bin Hanbal, Abu Abdullāh bin Muhammad (164–241 AH / 780–855 CE), "Al-Musnad" (Beirūt, Lebanon: al-Maktabah al-Islamī, 1398 AH / 1978 CE), Vol. 4, p. 43.

[44] احمد رضا، ابن نقی علی خاں قادری بریلوی (1272۔1340ھ /1886۔1921ء)۔ **فتاویٰ رضویہ** (لاہور: رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ ، 1991ء) جلد 2 ص 473

Ahmad Razā, Ibn Naqī Alī Khān Qādrī Barelvī (1272–1340 AH / 1886–1921 CE), "Fatawā Razviyah" (Lāhore: Razā Foundation, Jāmiah Nizāmiyah Razviyah, 1991 CE), Vol. 2, p. 473.

19۔جہاد و قتال کا حکم:

عدم قتال کا حکم منسوخ ہے، حکم جہاد، قتال کا صریح حکم، جہاد میں کافروں کو دوست بنانے کی ممانعت، حضور اکرم ﷺ نے جہاد میں مشرکین سے مدد نہیں لی، ذمی کتابی سے استعانت جائز مشرک سے حرام، استعانت کے جواز و عدم جواز کے پہلو، استخدام کی چار صورتیں اور ان کے احکام، منافقین کو مسجد سے نکال دیا گیا، کفار و منافقین پر سختی کا حکم، جہاد ذریعہ رزق ہے، جہاد رسول ﷺ، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 821 سے 864 تک مذکور ہیں۔

عدم قتال کا حکم منسوخ ہے: اس مبحث کے تحت مؤلف نے بیان کیا کہ شروع میں مسلمانوں کو جہاد و قتال سے منع فرمایا بعد میں یہ حکم منسوخ فرما کر جہاد و قتال کا حکم دیا۔

پہلے پہل مسلمانوں کو صبر و شکیب کی تلقین کی گئی اور جنگ و جدال سے روکا گیا تھا مگر جب کفار مکہ مسلمانوں کے درپے آزار ہو گئے تو مجبوراً انہیں اپنا وطن عزیز مکہ کو چھوڑنا پڑا تو اب خالق کائنات نے کفار و مشرکین سے جہاد و قتال کا حکم فرمایا جس سے عدم قتال کا حکم منسوخ ہوا۔

إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ [45]

ترجمہ: (اللہ پاک تم کو ان سے منع فرماتا ہے جو دین میں تم سے لڑائی کرے) میں ایک قول یہ ہے کہ مطلق کفار مراد ہیں جو مسلمانوں سے نہ لڑے ان کے نزدیک وہ ضرور آیات قتال و غلظت سے منسوخ ہے۔

حکم جہاد: سورۃ براءت میں ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ [46]

ترجمہ: اے نبی! کافروں اور منافقوں پر جہاد فرمایئے اور انکے ساتھ سختی سے پیش آیئے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ کیا بری لوٹنے کی جگہ۔

20۔غزوات نبوی ﷺ اور سریہ:

غزوہ اور سریہ کی تعریفات اور تعداد، سریہ حمزہ اور سعد بن وقاص، غزوہ ابواء و بواط و صفوان و ذی العشیرہ، غزوہ بدر و احد، واقعہ بیر معونہ، غزوہ بنو نضیر، غزوہ ذات الرقاع، اس طرح کے واقعات کو ذکر کیا گیا ہے جو کہ صفحہ 865 سے 960 تک مذکور ہیں۔

غزوہ اور سریہ کی تعریف: اس بحث کے تحت مؤلف نے بیان کیا کہ غزوہ اور سریہ کی تعریفات اور تعداد بیان کیا ہے۔

---

45 سورۃ الممتحنۃ:9

Sūrah al-Mumtahina: 9.

46 سورۃ التحریم:9

Sūrah al-Tahrim: 9.

اس میں ارباب سیر کی یہ اصطلاح جاری ہو چکی ہے کہ ہر وہ لشکر جس میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس خود موجود ہوں اسے غزوہ اور غزوات" کہتے ہیں اور جس لشکر میں خود موجود نہ ہوں بلکہ کوئی فوج روانہ فرمائی ہو اسے بحث اور سریہ کہتے ہیں۔[47]

اور کتیبہ اور لشکر وہ ہے جو مجتمع ہو بکھرا ہوا نہ ہو۔ **غزوات و سرایا کی تعداد:** ان غزوات کی تعداد جن میں حضور اقدس ﷺ بنفس نفیس شریک ہو کر تشریف لائے ستائیس ہے۔[48]

نتائج:

- سیرت مصطفی ﷺ جان رحمت جلد اول کے مشمولات موضوعاتی اعتبار سے 20/ بیس ہیں۔
- ان میں مدحت و فضائل مصطفیٰ ﷺ کی بابت تفصیلاً کلام کیا گیا ہے۔
- مدحت و فضائل میں حسن و جمال صوری پر مفصل کلام کیا گیا ہے۔
- یہ کتاب مولانا احمد رضا خان کے افادات سے مأخوذ ہے۔
- اس کی ترتیب و تدوین، مفتی عیسیٰ خان رضوی کی جدوجہد کا ثمرہ ہے۔
- یہ کتاب سیرت مصطفی ﷺ جان رحمت مولانا احمد رضا خان کی سیرت پر کوئی مستقل تصنیف نہ ہونے کے اعتراض کو رفع کرنے کیلئے لکھی گئی ہے۔
- کتاب سیرت مصطفی ﷺ جان رحمت کے بیشتر مشمولات کو بنیادی مآخذ و مصادر سے لیا گیا ہے اور بعض مشمولات ثانوی مصادر سے بھی اخذ کیے گے ہیں۔
- کتاب سیرت مصطفی ﷺ جان رحمت میں نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کو ایک تسلسل کے ساتھ تحریر کیا گیا۔

سفارشات:

- سیرت مصطفی ﷺ جان رحمت کی جلد اول کی طرح بقیہ مجلدات پر بھی تحقیقی کام وقت کی اہم ضرورت ہے۔
- اس مفصّل کتاب کی تلخیص کی جائے تاکہ مفیدِ عام وخاص ثابت ہو۔
- کتاب سیرت مصطفی ﷺ جان رحمت کی ترتیب کو متعلقہ عنوانات کے ساتھ مربوط کر کے از سر نو مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔
- کتاب سیرت مصطفی ﷺ جان رحمت میں بعض مقامات پر عربی و فارسی عبارات ذکر کی گئیں ہیں تاہم ترجمہ نہیں کیا گیا جس کے پیش نظر عام قاری کا ان مقامات کو سمجھنا ذرا مشکل ہے لہذا ان عبارات کا ترجمہ کیا جائے۔

---

[47] عبد الحق محدث دہلوی، **مدارج النبوۃ، مترجم**، (لاہور، شبیر برادرز 2004ء) جلد 2 ص 112

Abdul Haq Muhaddith Dehlawī, "Madārij al-Nubuwwah," Translated (Lāhore, Shabbīr Brothers, 2004 CE), Vol. 2, p. 112.

[48] **سیرتِ مصطفی ﷺ جان رحمت**۔ جلد 1 ص 867

Sērat-e-Mustafā ﷺ Jān-e-Rahmat,Vol 1, p. 867.